Paigham Sulh, 1 August 1915

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۳ یکم اگست ۱۹۱۵ء نمبر ۱۰

ویدک تھیالوجی اور اسلام

(از جناب مولینا مولوی عبدالحق صاحب متعلم اشاعت اسلام کالج لاہور حال مبلغ علاقہ یو پی ہندوستان)

لہ ملک السموات والارض خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا - (ترجمہ) آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے اس لئے کہ اسی نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہیں اور اس کی دلیل یہ کہ پیدا شدہ چیز کا اندازہ اور حدود مقرر ہیں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو اجرام فلکی کس طرح اپنی اپنی حدود ایام گردش تاثیرات اور مفوضہ امور کے ادا کرنے میں کیسے محتاط ہیں اس برہمانڈ کے سردار کیطرف دیکھو کس طرح باقاعدہ روز طلوع ہوتا ہے دنیا کی کوئی صحیح سے صحیح گھڑی اس باقاعدگی میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ٹھیک ۳۶۵ دن کے بعد کسطرح وہ اسی نقطے پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔ نہ سفر کا طول اور نہ کوئی اور چیز اسے چند لمحوں کے لئے روک کر اُسے لیٹ کرسکتی ہے۔ چاند اپنی تگ و دو میں کیسا محتاط ہے۔ اور ایک ماہ کے عرصے میں اپنے دورے کو پورا کر لیتا ہے۔ سورج کو یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنے مفوضہ اور مقررہ فرائض کو چاند سے بدل لے اور نہ چاند کو یہ جرأت کہ وہ سورج کی برابری کا دم مار سکے یہ فضائے آسمانی کا ہر ایک روشن سیارہ اور ستارہ قدرتی [illegible] یا امر الٰہی کے ماتحت اپنے اپنے مستقر کے گرد دیوانہ وار چکر لگا رہا ہے اور کوئی کسی دوسرے کے رستے میں حائل اور حارج نہیں ہوتا۔ کرہ ارضی کے ہر فرد میں اختلاف الوان اور اشکال کا نظارہ بغور ملاحظہ کرو۔ جمال کائنات [illegible] قدرت اور مابعد الطبیعیہ کا ہر جزو کس انتظام اور ترتیب ابلغ کا پتہ دے رہا ہے۔ پیپل کے درخت کے بیج سے تمام دنیا کے باغبانی کے ماہر بڑ کا درخت نہیں پیدا کر سکتے۔ ایک کبوتر کے بچے کو علم الحیوانات کے ماہر خواہ کوئی دقیقہ پرورش کا فروگذاشت نہ کریں۔ طاؤس نہیں بنا سکتے۔ ان مختلف حدود اور قوانین میں موجودات عالم کو مربوط دیکھ کر لامحالہ کسی محدد (حد باندھنے والے) اور مقنن کا ضرور قائل ہونا پڑیگا۔ پھر اس قدرتی مینا بازار کی تمام اشیاء میں ایک اور حیرت انگیز تطابق نظر آئیگا کہ ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی منشا ضرور ہوگا۔ ہر ضرورت کے مقابل اس کا دفعیہ اور سامان موجود ہے۔ اگر بازار کے ایکطرف علل اور امراض کا اسباب پھیلا پڑا ہے۔ تو اس کے مقابل کی صف میں ان کی دوائیاں موجود ہیں۔ بخار کے لئے کونین زہر کے لئے تریاق اگر انسان کو ایکطرف بھوک کا مکلف پاؤگے۔ تو دوسریطرف اس کے کھانے کے لئے ہزار در ہزار شیریں اور لذیذ کھانے۔ پیاس بجھانے کے لئے کنوئیں اور چشمے اور نہریں موجود ہیں آنکھیں ہیں تو اُن کے لئے دلچسپ نظارے بھی موجود ہیں۔ آنکھ اگر انسان کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز تھی تو اُس کی صحت کو بحال رکھنے کے لئے سب سے زیادہ سامان بکثرت سبزہ زار موجود ہیں کان ہیں تو نغمۂ شیریں بھی موجود ہے۔ بقائے نسل کے لئے عورتیں۔ الغرض جسقدر نظر کو وسیع کرتے جاؤگے ہر ایک اقتضا۔ خواہش اور حاجت کے بالمقابل اسکا منشا ضرور نظر آئیگا۔ اور دوسریطرف ہر چیز کا مصرف بھی ضرور ہوگا۔ اس سے نہ صرف ایک منتظم علیم اور ترتیب دینے والی ہستی ثابت ہوتی ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ وہ ہستی کن صفات والی ہونی چاہئے۔ آدی سرشٹی یا شروع دنیا سے اب تک تمام قوموں نے ناقص یا کامل طور پر ہستی باریتعالےٰ کا اقرار ضرور کیا ہے۔ ہاں اقوام عالم نے اور قریباً کل اقوام عالم نے صفات باریتعالےٰ کے متعلق ٹھوکر کھائی ہے۔ صفات باریتعالےٰ کے عمدہ مباحث ہیں جنہیں ہزارہا صفحوں پر پھیلا کر لکھئے۔ جب بھی سمٹ نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام مذاہب کے باقی اندرونی اختلافات اسی اصل کے فروع ہیں۔ انتظام عالم جذبات مخلوقات اور خصوصاً نوع انسانی کے فطرتی تقاضوں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کیسی قسم کا خدا چاہتی ہے۔ غور کرو۔ اور خوب غور کرو تو اسی سوال کے جواب پر مذاہب کی نزاعوں کا فیصلہ منحصر ہے۔ اس عظیم الشان سوال کا اگر کوئی صحیح جواب دیا تو صرف قرآن کریم نے دیا۔ صفات باریتعالےٰ کے مباحث کی طول طویل صنف کو ایک چھوٹا سا جملہ کہکر لپیٹ دیا۔ ہاں ایسا چھوٹا جملہ جس سے مختصر جملہ ممکن نہ تھا فرمایا الحمد للہ یعنی جسقدر محامد خوبیاں اور کمالات تامہ کہ عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لاسکتا ہے۔ وہ سب صفات اور خوبیاں اللہ تعالےٰ میں موجود ہیں۔ اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے اور اللہ تعالےٰ بدقسمت انسان کی طرح اس خوبی سے محروم ہو۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک ایسا معیار اپنی صفات کے جانچنے کا مقرر فرمایا جس سے ہر مذہب کے ہستی باریتعالےٰ کے متعلق عقاید کا آسانی سے فیصلہ ہوسکتا ہے۔ آؤ ہم اس معیار پر جس کے صحیح ہونے کو ہر عقل سلیم اقرار کرے گی۔ ویدک مذہب کو جانچ کر دیکھ لیں۔ اہل ہنود یا سناتنی صاحبان اپنے بیشمار دیوتاؤں کو کارخانہ قدرت میں دخیل اور شریک باریتعالےٰ سمجھتے ہیں ایک طرف دیوتاؤں کی یہ عزت اور دوسری طرف خدا کی یہ ذلت کہ عام انسانوں کی طرح جونیں بھٹکتا رہتا ہے۔ ساری کی ساری انسانی کمزوریاں اس میں موجود۔ تھکتا ہے تو پاربتی جی پاؤں دباتی ہیں۔ ایسے تمام عقائد خدا کی خدائی کو بٹہ لگاتے ہیں۔ مگر سناتن دھرم کے خلف دیانندیوں نے ایشور کے رہے سہے اختیارات بھی چھین لئے۔ ایشور کے متعلق اُن کے عقائد ملاحظہ ہوں۔

روح اور مادے کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ خدا کی طرح خدا (خودآ) ہے۔ تمام روحیں اور مادہ غیر مخلوق واجب الوجود اور موجود بوجود حقیقی ہیں اور اُن کی صفات کو خدا نے ان میں نہیں رکھا اور نہ اُن کے خواص اور صفات میں خدا تغیر و تبدل کرسکتا ہے۔ وہ آگ کی حرارت اور پانی کی برودت کو دور کرنے سے انسان کی طرح قاصر ہے۔ بقول [illegible] رشی کو آگ نے نہیں جلایا تھا۔ اور ہر صادق القول شخص کو آگ نہیں جلا سکتی۔ گویا [illegible] رشی اور ہر ایک صادق القول شخص میں یہ قدرت ہے کہ آگ کی حرارت کو جلانے سے روک دیں۔ مگر ایشور بدقسمت جھوٹے انسان کی طرح آگ کو اس کی جلانے کی صفت سے باز نہیں رکھ سکتا۔ ایشور سرشٹی بنانے کے لئے مادہ اور روح کا ایسا ہی محتاج ہے۔ جیسا کمہار برتن بنانے کے لئے مٹی کا۔ موجودہ دنیا کا نظام اور ترتیب ایشور جی کی مصلحت اور ارادے سے نہیں بلکہ اگر کوئی خوبصورت ہے تو گذشتہ اعمال کے سبب سے اور بدصورت ہے تو پچھلے جنم کے کرموں سے غرض ہر چیز اپنے سابقہ جنم کو رو رہی ہے یا ہنس رہی ہے۔ دنیا کا یہ سلسلہ ایشور کے ایک باریک مکر پر ہے اور وہ یہ کہ وہ کسی کو ایک لاکھ چوراسی ہزار جون بھگتنے کے بعد بھی پوری جزا نہیں دیتا کیونکہ اگر پوری جزا سزا دیدے تو آئندہ جنم میں جو تکلیفیں اور شکل اُسے ملے گی۔ اس کے لئے اعمال کہاں سے آئیں۔ غرض [illegible] بھی اس کو فکر رہتی ہے۔ کہ کہیں ارواح اپنے اعمال کا پورا پھل نہ کھالیں۔ بے ایمان بنئے کی طرح مزدور کی کچھ مزدوری رکھ لیتا ہے تا ایسا نہ ہو کہ مزدور فوت ہوجائے دائمی نجات کا تو ذکر کیا محنت کا پورا صلہ بھی نہیں دیتا۔ وہ کسی شخص کے معمولی سے معمولی گناہ کو بھی معاف نہیں کرسکتا۔ [illegible] بہت سنگدل سے بھی بدتر ہے۔

www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

سہیلیں بری تو جاناں لیکن دل تو سنگ است
در سیم سنگ پنہاں دیدم ندیدہ بُود دم

اس کی دیالتا اور کرپا یا رحمانیت اور رحیمیت دکھانے کے دو دانت ہیں۔ جنکو محض دھوکا دینے کے لئے بنا رکھا ہے۔ الہام اور مکالمہ الٰہی کا دروازہ ... دنیات بند ہے۔ اب خواہ کوئی رات دن تپسیا ریاضت کرتا ہوا۔ اُسکے آستانہ پر مرتا ہے۔ مگر ایشور جی نے کچھ ایسی چپ سادھی ہے کہ توبہ ہی بھلی ...

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مُند جائے چشم عاشق تو بھی تو بات کرلے

بقول سوامی دیانند۔ ایشور کو تری کال درشی کہنا جہالت کا کام ہے۔ سماجی دوستو! میں سوامی جی کی تائید کرتا ہوں۔ بیشک تینوں زمانوں سے جاہل شخص کو عالم کہنا جہالت کا کام ہے۔ بھلا ایشور اور ماضی حال اور مستقبل کا حال اسے معلوم ہو (سوم لتا نہ زیادہ چڑھا گئے ہوں) وہ قادر مطلق اور سربشکتیمان ضرور ہے مگر قادر مطلق کے معنے دیانندی ڈکشنری میں یہ ہیں کہ اس کے افعال (دیانندی) علم وعقل کی حدود سے باہر نہ ہوں۔ خصوصاً دیانند جی مہاراج کے لئے مافوق الفہم نہ ہوں۔ اس دنیا سے پہلے یا قیامت کے بعد بقول منو اس دنیا کی عمر کے برابر لمبی تان سو جائینگے۔ دکھیہ کرن سے بانٹنا نے جا سکینگے۔ آپ کی شکل وصورت ملاحظہ ہو (سہسر شیرشا پرش) ہزار سر والا آدمی (سہسر اکش) ہزار آپ کی آنکھیں ہیں۔ (سہسر پات) ہزار آپ کے پاؤں ہیں۔ سر دھڑ سے دس انگلی اونچی میں آپ مقیم ہیں۔ آپ کا مسکن تیسرے لوک یعنی دنیا سے اوپر تیسری جگہ ہے۔ رات اور دن دو آپ کی بغلیں ہیں معلوم نہیں ایک بغل سیاہ کیوں ہے۔ سورج اور چاند آپ کی دو آنکھیں ہیں مگر تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ چاند بذات خود روشن نہیں تو کیا سُجھتے ہونگے؟ آپ کا شغل بیکاری کھیل کود ہے اس لئے کہ سوامی دیانند نے آپ کا نام دیو بھی بتلایا ہے۔ اور خود ہی کرپا کر کے اس کی تشریح بھی کردی ہے۔ کہ دیو کے معنے کھیل ہیں۔ دیو یعنی کھلاڑی۔ آپ کا نام اگنی ہے اس لئے کوئی چیز آپ کھا رہی ہے۔ (پورنا ہونے گھن لگ گیا ہوا) اور وہ خود بھی کھاتے پیتے ہیں۔ اس لئے کرانہ کا نام اناج ہے۔ ستیارتھ صفحہ ...

شنیشچر نام ہونے کے سبب چیتے پھرتے بھی ہیں مگر شاید دبلا پتلا ہونے سے یا خوش خرامی کی ادا ہے کہ بہت آہستہ چلتے ہیں (شنیشچر = آہستہ پھر چلنا) کویر نام ہونے کے سبب سے آپ تلیّن سے آواز نکلتی ہے (کوی = آواز اور شاعر) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نرگن یعنی صفات حسنہ سے کورے

نے وائیٹ یجروید کا پرش سوکت منتر ۵ سمیر ویدے ۳/۱

محض ہیں۔ غرض کہاں تک ایشور جی کا نقشہ بیان کیا جائے۔ یہ نہایت مختصر سا خاکہ ایشور صاحب کا دیانند جی مہاراج کا کھینچا ہوا آپ کے سامنے رکھدیا ہے۔ بجائے اس کے کہ میں ان عقائد پر ایک ایک کر کے تنقید کروں میں مجموعی طور پر کچھ عرض کرتا ہوں اور سب سے پہلے دیانندی بھکت پرشوں کے ضمیر سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایشور کے لئے غور کریں کہ اگر انہیں کبھی نوکر کی تلاش ہو۔ اور بدقسمتی سے دو شخصوں میں سے ایک کو انتخاب کرنا ہو۔ تو سوچکر اور خوب غور کر کے بتلایئے کہ آپ ایسے شخص کو انتخاب کرینگے جو لیستاً آپ کی خدمات کا معاوضہ پورا دے سکے۔ آپ کی ضروریات حقہ کو پورا کرسکے اور ایسا کمینہ اور سخت گیر نہ ہو کہ آپ کی ہر ذراسی غلطی پر سزا دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ بلکہ کبھی کبھی معافی اور درگذر سے بھی کام لے اور اپنے انعام واکرام کے دینے میں کوتاہ دست نہ ہو۔ اور آپ کی ضروریات کے رفع کرنے میں قادر اور مقتدر مالک ہو یا اس کے خلاف ایسے مالک کو انتخاب کریں گے۔ جو خود ہی محتاج۔ کینہ ور حاسد اور عاجز ہو۔ آپ کی خدمات کا پورا معاوضہ نہ دے سکے۔ اچھا اگر آپ لوگوں کو یہ سوال مشکل ہوتا ہو۔ یا مصلحت اپنے مذہب کے خلاف اظہار دینے سے روکتی ہو۔ اس لئے کہ آپ کے ہاں مذہب کی خاطر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے جیسا کہ شنکر اچاریہ کے جھوٹ کو سوامی جی نے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے تو جاؤ کسی ناکتخدا بالغہ ہونہار کنیا سے پوچھ کے دیکھ لو۔ کہ اگر اس نے خاوند ہی کرنا ہو تو وہ ایسے خاوند کو پسند کریگی۔ جو اس کے فطرتی تقاضوں کو پورا کرسکے۔ اس کی حسرتوں و ارمانوں کو بر لا سکے۔ یا ایسے خاوند کو پسند کرے گی جو اس کے طبعی جوشوں کے سرد کرنے میں نامرد ہو۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ وہ بات بات پر مارنے دوڑے اور اس کی ہر خطا اور لغزش کو بغیر سزا دیئے نہ چھوڑے اور جب تک وہ ایسا کام نہ کرے۔ اُسے کھانے کو نہ دے۔ اچھا اگر آپ یہ تکلیف بھی گوارا نہ فرمائیں اور وہ کنواری کنیا بھی شرم کے مارے شاید آپ کو یہ ساری باتیں نہ بتا سکے تو آؤ اس کے متعلق شری سوامی دیانند جی مہاراج نورشٹی نمبر ۱۰ کا ہی فتویٰ سُنا دیں۔ سنئیے اور بگوش ہوش سنئے۔ سوامی جی فرماتے ہیں۔ ایسے نامرد اور تکلیف دہندہ مرد کو چھوڑ کر جلدی ہی کسی اور سے نیوگ کرے۔ سماجی حضرات ایشور جی مہاراج کے لئے

منوجی مہاراج کا بھی اس پر صاد ہے تو پھر کیا آپ لوگ اسی اصول کو مد نظر رکھکر اپنے ناقابل اور محتاج خدا کو چھوڑ کر کسی قادر اور مقتدر خدا کی تلاش نہ کروگے۔ پیارو کیا انسان کی فطرت میں دائمی نجات کی پیاس ہے یا نہیں۔ کیا انسان کی فطرت میں یہ بات ہے یا نہیں کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کی خطاؤں بلکہ ایک حد تک دشمنوں کے قصوروں کو بھی جبکہ وہ گڑگڑا کر معافی مانگیں معاف کردیا کرتا ہے اسی اصول کے ماتحت عدالتوں سکولوں دفتروں اور قریباً دنیا کے ہر چھوٹے سے چھوٹے گھر میں معافی کا رواج پاؤ گے۔

دنیا کے ہر فرد بشر میں تو یہ صفت کم وبیش پائی جاوے۔ مگر ایشور جی کچھ ایسا سنگدل ہو کر ادنے سے ادنے گناہ بھی معاف نہ کرے۔ آہ۔

صعوبت کش سراپا ہوں مگر اک دل ہی نازک ہے
وہ سر سے پاؤں تک نازک مگر اک دل ہی پتھر ہے

اچھا اگر تمہیں ہم سے عناد ہے اور ہماری باتوں کو آپ ماننا نہیں چاہتے تو منو جی ہی کی سُنئے آپ فرماتے ہیں گایتری کے جپ سے مہان پاپ معاف ہو جاتا ہے اور پرانہ کال کی سندھیا سے رات کے پاپ دور ہو جاتے ہیں (رات کے پاپ غور طلب ہیں) سماجیو وید مقدس اور منوسمرتی دونوں سے ثابت ہے کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر یہ سوامی دیانند ہی کا کمال ہے کہ وہ آپ لوگوں کو سناتن ویدک دھرم کے خلاف تعلیم دیتے ہیں مگر تم ہو کہ آنکھیں بند کر کے پیچھے چلے جاتے ہو۔ (باقی آئندہ)

www.abdulhaq.info/articles/hinduism/

Paigham Sulh, 3 August 1915

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار پیغام صلح لاہور

جلد ۳ مورخہ ۳ اگست ۱۹۱۵ء نمبر ۱۱

ویدک تھیالوجی اور اسلام

جناب مولینا مولوی عبدالحق صاحب ... اشاعت اسلام کالج لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہاں مجھے یہاں آریوں کے ایک وہم کا بھی ازالہ کردینا چاہئے کہ اگر انسان کو یہ تعلیم دی جائے کہ جس قدر تم گناہ کروگے وہ معاف ہو جائینگے۔ تو اس طرح دنیا میں گناہ اور پاپ کی کثرت ہو جائیگی۔ اور لوگ بڑے دھڑلے سے گناہ کرنے لگ جائیں گے۔ سنو اسلام ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کے گناہوں کے معاف ہونے کی تعلیم نہیں دیتا۔ جو اس نیت سے افعال بد کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو گناہ غفلت سستی اور نفس کی کمزوری کے سبب سے ہوں۔ اور پھر انسان سچے دل سے اقرار کرے کہ میں آیندہ ایسا فعل نہ کرونگا وہ ضرور ضرور قابل معافی ہے۔ یاد رکھو قصور اور سرکشی میں صریح فرق ہے۔ اور جرم اور بغاوت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ خدا اپنے قصوروار بندوں کو معاف کر دیتا ہے پر اپنے سے باغیوں کو معاف نہیں کرتا یہی معنی ہیں اس آیۂ کریمہ مشہورہ کے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ اور مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ کے۔ ہاں جو شخص شرارت اور بغاوت سے ایک ذرہ بھر گناہ بھی کرتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز معاف نہ ہوگا آریہ سماج کی طرح ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ کوئی گناہ خواہ وہ غیر ارادی ہی کیوں نہ ہو قابل معافی نہیں جیسا کہ سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ سانس لینے اور چلنے پھرنے سے جو جانور مرتے ہیں یا ہوا خراب ہوتی ہے (منوسمرتی میں اکھلی اور چکی کے گناہ کا بھی کفارہ لکھا ہے) ان کا پاپ بھی انسان کی گردن پر ہے اور وہ بھی قابل معافی نہیں۔ ظاہر ہے کہ سانس لینے کے لئے انسان مجبور ہے جس گناہ سے بچنا انسان کے لئے ممکن نہ ہو وہ گناہ کیا۔ گناہ نام ہے اختیاری فعل کا۔ پیارو سوچو غور کرو۔ درگاہ خداوندی بے ایمان بنیوں کی منڈی نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آریہ مذہب اپنے برادر کلاں دہریہ مذہب سے ملنے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے اور اس غرض کے لئے اس نے جو سب سے پہلا قدم اٹھایا ہے وہ یہی ہے کہ وہ خدا کی مالکیت خالقیت رحمانیت اور رحیمیت کا منکر ہو بیٹھا ہے اور خدا کو صرف منصف یا جج کی حیثیت سے مانتا ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ منصف کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق اپنے ذمہ تسلیم کرے اور ہر ایک فرد بشر اپنے حق واجب کا اس سے مطالبہ کر سکے۔ اور پھر اگر وہ حقوق ادا نہ کرے یا خود صرف کوئی یہ شبہ گذرے کہ اس نے میرے حقوق کما حقہٗ ادا نہیں کئے تو ظالم کہلاوے۔ منصف اور مالک کا مفہوم بالکل ایک دوسرے کے ضد پڑا ہوا ہے کیونکہ مملوک کا کوئی حق واجب مالک پر نہیں ہوتا۔ کیا آریہ لوگ اپنی مملوکہ اشیاء کے منصف کہلا سکتے ہیں۔ کیا یہ کہا جائیگا کہ وہ اپنی گایوں اور گھوڑوں کے منصف ہیں۔ یا یہ مہربان مالک ہیں۔

آہ بڑا ہی بدبخت ہے وہ انسان جو اپنے اعمال کے گھمنڈ پر خدا سے انصاف کا مطالبہ کرتا ہے اور بڑا ہی مبارک ہے وہ شخص جو اپنی فروگذاشتوں اور کمزوریوں کا اقرار کرکے رحم اور معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کی شان میں آریہ سماج کی ایسی دیدہ دلیریاں۔ جرأت اور گستاخیوں سے یقین پڑتا ہے کہ وہ ایک دن انسانی شرارتوں کی انتہا پسند کانگریس قایم کرکے ایشور کو سیلف گورنمنٹ یا سوراجیہ دینے کے لئے نوٹس دیگی مگر وہ یاد رکھے آخر ان سے ایسے لوگوں کو وہی سزا ملیگی جو گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو ملا کرتی ہے وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

قصہ مختصر آریہ سماج جس کو ایشور مان بیٹھی ہے۔ وہ انتظام عالم۔ جذبات مخلوقات اور خصوصاً نوع انسانی کے فطرتی تقاضوں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کے لئے جن صفات کا خدا چاہئے۔ وہ ان سب صفات سے خالی خدا ہے۔ ظاہرا پیاس کے بجھانے کے لئے تو اس نے پانی بنایا مگر انسانی روحانی تشنگی اور روحانی پیاس یعنی الہام الٰہی کی تڑپ کے لئے وہ کوئی بارش نہیں برساتا۔ وید دنیا میں آئے مگر ان پر عمل کرکے کوئی کامل انسان پیدا نہ ہوسکا۔ کیونکہ کسی پر الہامی بارش ہونا ہی اس کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ جیساکہ شروع دنیا کے چاروں رشی کامل سمجھے جاتے ہیں۔ تناسخ کا مسئلہ نہایت بیہودہ اور لغو مسئلہ ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ تمام حیوانات اور نباتات کے وجود کا دارومدار انسانی گذشتہ اعمال پر ہے اور خاص قسم کے انسانی گناہوں سے خاص جنم حیوانات کا ملتا ہے تو لامحالہ یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا کہ ایک قسم کے گناہ کے عدم ارتکاب سے اس کی سزا کی جونی بھی گم ہو جائے اور ایک خاص قسم کے حیوان کی عدم موجودگی سے اس گناہ کا ارتکاب معدوم ہو جائے جس کے ارتکاب سے وہ حیوان بنتا تھا مثلاً برہمنی کے ساتھ زنا کرنے سے گائے کا جنم ملتا ہے تو اگر دنیا سے گائے کی موجودہ نسل کو برباد کر دیا جائے۔ تو اس دنیا کے اخیر تک گائے کا وجود دنیا میں ختم ہو مگر کیا گائے کی عدم موجودگی سے برہمنیوں کے ساتھ زنا کا ارتکاب بھی جاتا رہیگا ہنوز اب جبکہ آریہ مہاشوں نے جابجا خلاف معمول گئوشالائیں کھول لی ہیں اور گائے کی نسل کو بڑھا رہے ہیں تو کیا گائے کی کثرت کے ساتھ ساتھ برہمنیوں سے زنا کے واقعات کی بھی کثرت ہو رہی ہے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ آریوں کا گائے کی افزائش کے لئے ... کرنا اور ویدک دعاؤں کو پڑھنا اس کا مترادف نہیں کہ وہ برہمنیوں سے زنا کی کثرت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اگر یہ سچ ہے تو برائے خدا وہ آئیندہ مسلمانوں سے نہ الجھا کریں بلکہ جہانتک ممکن ہو برہمنیوں سے زنا کی کثرت کے لئے تدابیر سوچیں تاکہ گایوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو......

...... اور بھارت میں دودھ اور گھی کی نہریں چل جائیں۔ تناسخ کو ماننے سے یہ بھی ماننا پڑیگا کہ تمام ایگریکلچرل ڈولپمنٹ cultural development یعنی زراعتی اور بوٹینیکل Botanical اور محکمہ آبپاشی کی ترقی دنیا میں کثرت گناہ کا باعث ہوگی میرے خیال میں آریہ سماج کو ایک رزولیوشن اس مضمون کا پاس کرکے گورنمنٹ کو بھیجنا چاہئے کہ حضور جو اسقدر روپیہ ان محکموں پر برباد کر رہے ہیں فقط فلاں فلاں گناہوں کو رواج دینے سے ان مطلوبہ چیزوں زراعت حیوانات وغیرہ میں خود بخود ترقی ہو جائے۔ تو ہینگ لگے نہ پھٹکڑی رنگ بھی چوکھا ہو۔ سماجیو کیا آسان ترکیب ہے۔

صفات باری تعالیٰ کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم

اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات والارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم۔

تمام محامد صحیحہ اور صفات کاملہ سے موصوف اور ہر ایک عیب سے منزہ جس کا نام اللہ ہے اس کے سوا کوئی بھی معبود۔ مطلوب۔ مقصود اور محبوب نہیں۔ ... دائم زندہ۔ سب اسی کے سہارے سے قائم اور وہ خود قائم بالذات ہے جس کو کبھی سستی اور اونگھ اور نیند نہیں اسی کے تصرف ملک اور خلق میں ہیں آسمان و زمین اور سب اسی کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہیں کوئی بھی نہیں کہ اس کی کبریائی اور عظمت کے باعث اس پاک ذات کی اجازت کے سوا کسی کی سفارش کر سکے۔ پس کسی کو مقابلہ اور حمایت کی تو کیا سکت ہوگی وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا اور جو کچھ گذر چکا ہے۔ موجودات کی کیا حقیقت کوئی بھی اس کے علم سے کسی چیز کا اس کی مشیت کے سوا احاطہ نہیں کر سکتا ہر ...

علم آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور مخلوق کی حفاظت اور ضروریات کے پورا کرنے سے کبھی بھی نہیں تھکتا۔ شریک اور جوڑے سے وہ بہت بلند ہے۔ والسلام ۔ خاکسار عبدالحق متعلم اشاعت اسلام کالج لاہور۔ نزیل فتحگڑھ یو پی ہندوستان

نوٹ اور رائیں

ویدک دھرم یا دیانند ازم

آریہ لوگ جو اپنے مت کو گورو ڈم کا سخت مخالف جانتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خود ایسے گورو ڈم میں مبتلا ہو گئے۔ کہ اُن کا مت عملی طور پر بجائے ویدک مذہب کے دیانندی مذہب کہلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ رائے نہ صرف ہماری ہے۔ بلکہ آریوں کا اکثر سمجھدار حصہ اس بارے میں ہمارا ہمخیال ہے۔ گذشتہ اشاعت میں پنڈت رام نرائن صاحب ارتالی ایڈیٹر ورجن کے متعلق جو دیانند ازم کے بڑے حامی مانے جاتے تھے۔ لکھا جا چکا ہے کہ وہ آخر بعد تحقیقات و تجربہ بسیار اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ آریہ سماجی جس مذہب کو ویدک دھرم بتلا کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ فی الحقیقت ویدک دھرم نہیں۔ بلکہ دیانند ازم یعنی سوامی دیانند جی کا خود ساختہ مت ہے۔ ویدوں میں ہرگز پرماتما۔ جیو آتما۔ اور پرکرتی کو تین مختلف پدارتھ نہیں مانا گیا۔ بلکہ وید کی تعلیم عام طور پر وہی ہے جو ویدانت کہلاتی ہے۔ اور جسے سوامی دیانند جی نے غلطی سے ستیارتھ پرکاش میں رد کیا ہے۔ پنڈت صاحب کے اس اعلان کے بعد اب سُنا گیا ہے کہ یو پی میں بھی ایک آریہ سماجی جیا تما نے کمنی کو دائمی بتلایا ہے۔ اور انہوں نے اپنی تحقیقات کے دائرہ کو یہاں تک وسیع کیا ہے۔ کہ خود وید منتروں میں انہوں نے کمی بیشی تسلیم کی ہے۔ یہ مہاتما بھی ارتالی صاحب کی طرح اس بارہ میں مقیم و مسافر ہر قسم کے آریوں سے مباحثہ کرنیکو تیار ہیں۔ امید ہے۔ کہ آریوں کا بیرا ہ سمافر ون ہر دو سماجی بھائیوں سے سیدھے راستہ معلوم کرنے کی کوشش کریگا۔

ہم خوش ہوں گے اگر کوئی آریہ ویدمنتر کوئی ایسا منتر پیش کرے۔ جس میں روح۔ مادہ اور ایشور کی قدامت معہ دلائل درج ہو۔

اسلام مغربی افریقہ میں ایک اردو ہمعصر ریورنڈ جے ڈینی دسل کے ایک مضمون مندرجہ رسالہ ورلڈ بابت ۱۰ اپریل کے حوالہ سے معترض ہے۔ اسلام مغربی افریقہ کے باشندوں میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے جس کی آبادی میں اس کا اثر نہایت زبردست ہے وجہ یہ ہے کہ اس کے اصول سادہ ہیں اور نومسلم کو سوسائٹی میں ممتاز حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ افریقہ میں یورپین افسر دیسی عیسائیوں سے مسلمانوں کی زیادہ قدر کرتے ہیں ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد بسرعت تمام ترقی کر رہی ہے۔ تین سال کا زمانہ گذرا کہ قماصی میں صرف دو مسجدیں تھیں۔ لیکن اس وقت انکی تعداد پانچ تک پہنچ گئی ہے۔ اشانٹی و مشرقی افریقہ کا ایک شہر جو برطانوی علاقہ برٹش گولڈ کوسٹ میں واقع ہے، کا محلہ زونگو جہاں مسلمان بستے ہیں اسب سے زیادہ آباد حصہ ہے۔ ہر ایک گاؤں اسلامی تعلیم کے زیر اثر آرہا ہے۔ ہر ایک سردار کے گھر میں دفع شر کے لئے علاوہ ان کی اپنی کتابوں کے قرآن کی آیتیں بھی معلق رہتی ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ اس سرزمین کے بعض حصص میں اسلام کا قوی اثر موجود ہے۔" ریورنڈ جے ڈینی دسل کا مغربی افریقہ میں اسلام کی ترقی کا موجب یورپین افسروں کا مسلمانوں کی زیادہ قدر کرنا بتلانا لغو اور ایک پادریانہ چال ہے۔ جو افریقہ میں اسلام کی حیرت انگیز ترقی کے اس اثر کو جو دیگر حصص بالخصوص مسیحی دنیا میں رونما ہے۔ زائل کرنے کے لئے اختیار کیگئی ہے۔ نیز سرداروں کے گھروں میں دفع شر کیلئے قرآن کی آیتوں کے ساتھ اُن کی اپنی کتابوں کا بھی معلق ہونا ایک بے جوڑ سا فقرہ ہے جو اس لئے صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ کہ وہاں کے باشندگان پہلے وحشی حبشی تھے۔ جن کا کوئی مذہب نہیں ہوتا تو اُن کی اپنی کتابیں کیسی۔ مسٹر ڈبلیو ایچ آر ڈلونڈ ایک یورپین مصنف صاف طور پر اس بستی کو Warlike کا خطاب دیتا ہے Negro State اور خود ریورنڈ جے ڈینی دسل اسلام کا زبردست اثر ان حبشیوں میں ہی بتلاتے ہیں جن سے معلوم نہیں ریورنڈ موصوف کا قرآن کی آیتوں کے ساتھ اُن کی اپنی کتابوں کا بھی معلق بتانا اس پادریانہ چال کے سوائے کہ ان کے قبول اسلام کو دنیاداری کے طور پر رسمی اور اُن کے اپنے (مفروضہ) مذہب کے ساتھ مخلوط بتا کر مسیحی دنیا سے اسلامی ترقی کے اثر کو مٹایا جائے۔ اور کیا معنے رکھتا ہے۔ بہرحال مغربی افریقہ میں اسلام کی یہ روز افزوں ترقی قابل امتنان و اطمینان ہے اور اس اسلامی زوال کے زمانہ میں مسلمانوں میں مسلغانہ کوششوں کی محرک۔ لعلھم یتفکرون

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کی جاتی ہے کہ ہمارے مکرم دوست اور بھائی شیخ محمد جان صاحب تاجر سیالکوٹ چھاؤنی کی اہلیہ لمبی علالت کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں مرحومہ اعلےٰ درجہ کی متقیہ اور کثیر اولاد رکھتی تھیں۔ انکے اس صدمہ کا دلی افسوس ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحومہ کا جنازہ غائب کل بروز جمعہ ہماری کل جماعت نے لاہور میں پڑھا۔ بیرونجات کے احباب بھی انکا جنازہ غائب پڑھیں اور انکے لئے دعائے مغفرت کریں۔

(۲) حافظ حاجی محمد صاحب لاہوری جنکی عمر قریب ستر سال کے تھی۔ جمعرات کے روز بخش کے عارضہ سے انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت ہی مخلص اصحاب سے تھے۔ اور سلسلہ کے لئے اپنے اندر خاص درد رکھتے تھے۔ اور عالم باعمل تھے۔ آپکے جنازہ کے ساتھ ہماری جماعت کے اکثر اصحاب تھے۔ اور انکے غیر احمدی رشتہ دار اور دوست بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ آپ کا جنازہ ہر دو جماعتوں نے اپنے اپنے اماموں کے پیچھے یکے بعد دیگرے پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین بیرونجات کے احباب بھی آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ اور نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

الراقم۔ خاکسار مرزا یعقوب بیگ ۱۳۔ جولائی سنہ حال

اشاعت اسلام کالج لاہور کا داخلہ

عام اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے یکم اکتوبر سے اشاعت اسلام کالج کی ابتدائی کلاس کی پڑھائی جاری ہوگی جو طلباء کالج میں داخل ہونا چاہیں۔ انکے لئے ضروری ہے کہ درخواستیں ۳۰ اگست ۱۹۳۳ء سے قبل دفتر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں بھیجدیں ہر ایک مسلمان اس کالج میں داخل ہو سکتا ہے۔ جو آئندہ خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہو۔ داخلہ کے مقصد ذیل شرائط ضروری ہیں۔ (۱) انٹرنس کا امتحان پاس ہو جن طلباء نے اس امتحان میں عربی کا مضمون بھی لیا ہوگا۔ انکو ترجیح دیجاوے گی۔ (۲) مولوی فاضل یا منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی پاس یا برابر کا امتحان پاس ہو اور امتحان میں انگریزی بھی لی ہو۔ کالج کی پڑھائی دو سال کی ہے۔ جو طالب علم اپنے اخراجات کی وسعت نہیں رکھتے انکے کل اخراجات انجمن بصورت وظیفہ دیتی ہے جنکی تعداد پندرہ روپیہ سے بیس روپیہ ماہوار تک ہو۔ اور کورس کے پاس ہونے کے بعد مناسب طلباء کو واعظ مقرر کر کے ہندوستان و دیگر ممالک میں بھیجتے ہیں۔ درخواستیں جہاں تک جلدی ممکن ہوں موصول ہو جانی چاہئیں۔

(نوٹ) مدراس و بنگال کے طلباء کے لئے انگریزی لازمی۔